بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily
ALFAZL
RABWAH

یوم ہفتہ

قیمت فی پرچہ ۴۰ پیسے

جلد ۶۷/۳۲ | ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۹۸ھ ٭ ۲۵ نبوت ۱۳۵۷ ہش ٭ ۲۵ نومبر ۱۹۷۸ء | نمبر ۲۶۸

بحرِ حکمت کے موتی، جوامع الکلم، جواہر الکلام

اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دی جائے کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں

ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں

(حضرت مسیح موعودؑ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادِ باری تعالیٰ

اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (الحدید: ۸)

ترجمہ:۔ اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم)

ترجمہ:۔ اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے ... ہم اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیّدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشرِ اجساد حق اور روزِ حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو کچھ اللہ جلّشانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ سب بلحاظ بیان مذکورہ بالا حق ہے۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ جو شخص اس شریعتِ اسلام میں سے ایک ذرّہ کم کرے یا ایک ذرّہ زیادہ کرے یا ترکِ فرائض اور اباحت کی بُنیاد ڈالے وہ بے ایمان اور اسلام سے برگشتہ ہے۔ اور ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس کلمہ طیّبہ پر ایمان رکھیں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اور اسی پر مریں اور تمام انبیاء اور تمام کتابیں جن کی سچائی قرآن شریف سے ثابت ہے ان سب پر ایمان لاویں .... ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۸۶ و صفحہ ۸۷ طبع اوّل)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۵ نومبر۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم ڈاکٹر صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کی مرسلہ آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت و عافیت کے ساتھ رکھے، برکتوں سے معمور لمبی زندگی عطا فرمائے اور ہر لحظہ حضور کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

ربوہ ۲۴ نومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج نماز جمعہ جامع مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ حضور نے خطبہ جمعہ میں قرآن کریم کی آیات اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا وَّاِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوْعًا اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (المعارج: ۲۰ تا ۲۴) کی پُر معارف تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں انسان کو بے شمار صلاحیتیں ودیعت کی ہیں جن سے وہ ہر دو جہانوں کی ہر چیز سے خدمت لے سکتا ہے وہاں اسے ایک دائرہ کے اندر یہ طاقت بھی دے رکھی ہے کہ وہ اگر چاہے تو اپنی طاقتوں کا غلط استعمال بھی کر سکتا ہے اور یہ اس لئے کیا تاکہ وہ اسے اپنے بے شمار انعامات سے نواز سکے کیونکہ عقلاً جبر سے کئے گئے کسی کام پر انعام نہیں مل سکتا۔ حضور نے بتایا کہ عربی لغت کی رُو سے ھلوعًا کے دو معنے ہوتے ہیں ایک یہ کہ جب صبر لازم ہو (مثلاً خدا کی راہ میں تکلیف پہنچنے پر) تو وہ صبر نہ کرے۔ دوسرے یہ کہ اپنی صلاحیتوں کو خیر کے لئے استعمال کرنے میں بخل سے کام لے۔

حضور نے فرمایا انسانی فطرت کے اس تلوّن سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو دعا کی طاقت عطا فرمائی ہے جس کے بغیر انسان کبھی اپنی فطری صلاحیتوں کو صحیح رنگ میں استعمال نہیں کر سکتا اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب نہیں کر سکتا۔ ہماری زندگی کی بنیاد نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے عاجزانہ دعا پر ہے یہی وجہ ہے کہ دعا کی کوئی حد بندی نہیں کی گئی۔ اسلام نے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اُسوۂ حسنہ سے ہمیں یہ بتایا ہے کہ بڑی سے بڑی چیز بھی خدا سے مانگو اور چھوٹی سے چھوٹی چیز حتیٰ کہ اپنی جُوتی کے تسمہ کی بھی اگر ضرورت ہو تو وہ بھی خدا سے ہی مانگا کرو۔ اسکے بغیر نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ ہر احمدی کو ہر وقت عاجزانہ دعاؤں میں لگے رہنا چاہیئے۔ درحقیقت دعا کے بغیر تو ایک عارف کی زندگی میں کوئی مزا ہی نہیں ہے پس دعائیں کرو اور اتنی دعائیں کرو کہ خدا کی رحمت کی چادر تمہیں لپیٹ لے اور تم اسکے نتیجہ میں غیر اللہ کے ہر وار سے محفوظ ہو جاؤ۔

پبلشر: مسعود احمد ٭ پرنٹر: سید عبدالحی ٭ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدّام الاحمدیہ مرکزیہ کے سالانہ اجتماع ۱۹۷۸ء سے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُرمعارف و بصیرت افروز اختتامی خطاب

ہم خدائے واحد و یگانہ کی ہستی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتِ شان پر پختہ ایمان رکھتے ہیں

ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک کامل و مکمل کتاب ہے جس کی کوئی آیت یا آیت کا کوئی ٹکڑا منسوخ نہیں ہو سکتا

یہ ہے ہمارا ایمان اور ہمارا عقیدہ۔ دُنیا کی ساری طاقتیں مِل کر بھی ہم سے ہمارا ایمان اور ہمارا عقیدہ نہیں چھین سکتیں

یہاں سے میرا یہ پیغام لے کر واپس جائیں اور ہر احمدی کو بتائیں کہ وہ اپنے اندر رُوحِ بلالی پیدا کرے

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے ۳۴ ویں سالانہ اجتماع سے مورخہ ۲۲۔ اخاء ۱۳۵۷ ہش بمطابق ۲۲ر اکتوبر ۱۹۷۸ء کو جو اختتامی خطاب فرمایا تھا اُس کا متن افادۂ احباب کے لئے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:۔

(خاکسار یوسف سلیم ملک شاہد ایم۔ اے۔ انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ)

حضور نے سُورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آپ احمدیت کی طرف منسُوب ہوتے ہیں، خدّام الاحمدیہ ہیں۔ ہم سب احمدیت کی طرف منسُوب ہوتے ہیں، احمدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود و مہدئ معہود علیہ السلام نے ہمارا نام احمدی مسلمان رکھا ہے۔

ہم اِسلامی عقائد رکھتے ہیں

بعض لوگوں میں کچھ غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں، اُن سے میرا تعلق نہیں۔ اپنے عقائد سے میرا تعلق ہے۔ عقائد کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ گاہے گاہے احبابِ جماعت کے سامنے آتا رہتا ہے۔ اِسی سلسلہ میں آج بھی اپنے احمدیوں کے، احمدیت کے عقائد کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مَیں کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو سادہ زبان استعمال کروں تاکہ وہ سب اطفال بھی جو اِس اجتماع میں شامل ہیں اپنی عقل اور علم کے مطابق احمدیت کے عقائد کو سمجھ سکیں۔ تاہم کچھ باتیں تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو بچّوں کی سمجھ سے بالا ہوتی ہیں حتّٰی کہ بعض باتوں کو تو کئی خدّام بھی نہیں سمجھ سکتے لیکن مَیں اپنی طرف سے آسان زبان ہی آپ سب کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔

ہم احمدی مسلمان ہیں اور

ایک خُدا پر ایمان

رکھتے ہیں۔ وہ خدا جو واحد لاشریک ہے۔ وہ ایک ہے اور اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ واحد ہے اپنی ذات میں بھی اور اپنی صفات میں بھی۔ نہ اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اُس کی صفات میں اس کا کوئی شریک ہے۔ وہ بے مثل و مانند ہے۔ وہ یکتا ہے اور اس جیسا اور کوئی نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں مُنفرد ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مثل اور اُس جیسا نہیں ہے۔ وہ ہر قسم کے نقائص، کمزوریوں اور کوتاہیوں سے پاک ہے۔ کوئی نقص اور کمزوری اُس کی طرف منسُوب نہیں کی جا سکتی۔ اُسے کبھی اُونگھ نہیں آتی کیونکہ اُونگھنا بھی ایک کمزوری ہے مگر خدا تعالیٰ ہر کمزوری سے منزّہ ہے۔ وہ ایک لمحہ تو کیا لمحہ کے اربویں حصّہ کے لئے بھی اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوتا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند کی ضرورت ہے۔

خدا تعالیٰ خالق ہے

دُنیا کی ہر چیز اُس نے پیدا کی ہے اِس لئے وہ ہر چیز کا مالک ہے۔ وہ حیّ ہے اپنی ذات میں وہ زندہ ہے اور اِس عالمین کی کوئی چیز اس کے سہارے کے بغیر زندہ نہیں۔ دُنیا کی کوئی چیز بھی جب تک خدا تعالیٰ جو الحیّ ہے اُسے زندگی عطا نہ کرے زندہ نہیں ہو سکتی اور نہ زندہ رہ سکتی ہے اور نہ اس کا وجود قائم رہ سکتا ہے۔ ہمارا خدا قیّوم خدا ہے۔ کائنات کے ہر حصّہ کے ساتھ اس کا ذاتی تعلق قائم ہے یعنی یہ کائنات اور اس کی ہر شَے ہر آن اور ہر لحظہ اسی سے زندہ اور اسی کے سہارے قائم ہے۔ وہ بصیر ہے ہر چیز کو دیکھتا ہے مگر انسانوں کی طرح نہیں دیکھتا۔ میرا اور آپ کا دیکھنا دو چیزوں کا محتاج ہے۔ ایک تو ہم اپنی آنکھوں کے محتاج ہیں جو خدا نے ہمیں دی ہیں دوسرے بیرونی روشنی کے محتاج ہیں۔ آنکھوں والے ہوتے ہوئے بھی اگر رات کے وقت ہم مکان کی ساری کھڑکیاں اور دروازے بند کر لیں، کوئی درز باقی نہ رہے اور روشنی کی کوئی شعاع کمرے میں نہ آئے تو ہماری آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں۔ آنکھیں ہیں مگر دیکھ نہیں سکتیں لیکن خدا تعالیٰ دیکھتا ہے۔ بایں ہمہ نہ ظاہری آنکھ کا وہ محتاج ہے اور نہ بیرونی روشنی کا۔ وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی ذات میں دیکھنے کی طاقت

رکھتا ہے۔

پھر شنوائی ہے۔ انسان اور دوسرے حیوانات بھی سنتے ہیں۔ مخلوق میں سے جو بھی سنتا ہے اُسے ظاہری طور پر دو چیزوں کی ضرورت ہے ایک کانوں کی ضرورت ہے اور دوسرے صوتی لہروں کی ضرورت ہے۔ اگر کان ہوں لیکن صوتی لہر نہ ہو یا کان تک نہ پہنچ سکے یا کان کو بند کر دیا جائے اور آواز اس کے اندر نہ جا سکے تو کان کسی آواز کو سُن نہیں سکے گا۔ کان ہیں لیکن جب اُن کا تعلق صوتی لہر سے قطع کر دیا جائے تو وہ سُننا بند کر دیتے ہیں مگر خدا تعالیٰ نہ کان کا محتاج ہے نہ صوتی لہروں کا، وہ کسی مادی کان سے سُنتا نہیں نہ ہی اُسے سُننے کے لئے صوتی لہروں کی ضرورت ہے۔

خُدا تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

اس کے ظاہر کو بھی جانتا ہے اور اس کے باطن کو بھی جانتا ہے۔ دُنیا کی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ دُنیا کی کسی چیز کا ظاہر اور باطن اس سے پوشیدہ نہیں مثلاً ہمارا اپنا جو جسم ہے یہ بھی ایک عالمین ہی ہے۔ خدا تعالیٰ نے اسے بڑا عجیب کارخانہ بنا دیا ہے۔ جسم میں پانی کا اپنا ایک نظام ہے، میٹھاس کا اپنا ایک نظام ہے۔ ہزارہا مختلف نظام ہیں جو جسم کے اندر پائے جاتے ہیں۔ پھر اُن میں باہمی ربط کا نظام قائم ہے۔ ہم خود اپنے جسم کے غیر متناہی پہلوؤں کا علم نہیں رکھتے مگر خدا تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ خدا تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے، ہر ایک چیز اُس کے علم میں ہے اور وہ متصرّف بالارادہ ہے جب چاہے اور جو چاہے کر دیتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ انسان جب اپنی نالائقی کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُسے شفاء حاصل ہو تب

خُدا تعالیٰ کے دو حُکم

اُس کے متعلق جاری ہوتے ہیں۔ اس کے جسم کے ذرات پر خدا تعالیٰ کا یہ حکم نازل ہوتا ہے کہ وہ کسی دوا کا اثر قبول نہ کریں چنانچہ وہ کسی دوا کا اثر قبول نہیں کرتے دوسرے ہر دوا پر خدا کا حکم نازل ہوتا ہے کہ وہ شخص مذکور پر کوئی اثر نہ کرے چنانچہ وہ دوا استعمال کرتا ہے لیکن دوا بے اثر ثابت ہوتی ہے۔ پھر خدا تعالیٰ اس مریض کی دعاؤں کو سُن کر یا کسی اَور نیک بندے کی اُس (مریض) کے حق میں دعا سُن کر اُسے شفا دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو دو نئے حکم نازل کرتا ہے ایک انسانی جسم کے ذرّات کو حکم ہوتا ہے کہ وہ دوا کے اثرات کو قبول کریں اور دوا کو حکم دیتا ہے کہ اس شخص کے جسم کے ذرّات پر اپنا اثر کرو تب وہ صحتیاب ہو جاتا ہے۔ اب وہی دوا جو مہینہ بھر اور بعض دفعہ دو مہینے یا دو سال تک اثر نہیں کر رہی ہوتی دعا کے نتیجہ میں وہ اثر انداز ہوتی ہے اور انسان معجزانہ رنگ میں شفا پا جاتا ہے اور اس طرح خدا تعالیٰ کی آیات ظاہر ہوتی ہیں۔ پس نہ صرف یہ کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھتا ہے بلکہ وہ ہر چیز سے تعلق بھی رکھتا ہے اور اس کا تعلق تبدیلی پیدا کرتا ہے ارادہ سے کیونکہ وہ متصرّف بالارادہ ہستی ہے۔

یہ ہمارا خدا ہے

جس پر ہم احمدی ایمان لاتے ہیں۔ ہمارا خدا ازلی ابدی خدا ہے۔ یہ ایک محاورہ ہے جسے ہمیں سمجھانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے یعنی خدا ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اِس کا یہ مطلب نہیں کہ زمانے کے ساتھ اس کا کوئی تعلق ہے زمانہ تو اُس نے پیدا کیا ہے، زمانہ تو اُس کے لئے اسی طرح ہے جس طرح مُٹھی کے اندر کوئی چیز بند ہو۔ خدا تعالیٰ کی خدائی میں زمان و مکان گھرے ہوئے ہیں جہاں زمانہ ختم ہو جاتا ہے وہاں خدا کی خدائی ختم نہیں ہوتی۔ خدا تعالیٰ اپنے وجود، اپنی زندگی اور اپنی قیّومیّت کے لئے اور اپنی صفات کے اظہار کیلئے کِسی زمانے کا محتاج نہیں ہے اور نہ کسی مکان کا محتاج ہے۔ خدا کی ذات و صفات کے متعلق مَیں نے مختصراً اِس وقت جو کچھ بیان کیا ہے وہ قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ ہستی باری تعالیٰ کے متعلق قرآنی تعلیم بہت وسیع اور گہری ہے۔ اس کی گہرائیوں میں جانے کا اِس وقت موقع نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کُتب میں کئی جگہ اِس مضمون پر روشنی ڈالی ہے جسے سمجھنے کی ہر ایک کو کوشش کرنی چاہیئے۔

پس یہ ہمارا خدا ہے جس کے اندر کوئی نقص اور بُرائی نہیں ہے۔ وہ تمام عیوب سے منزّہ اور

تمام صفاتِ حَسنہ سے متّصف

ہے۔ ہم اس خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وہ تمام صفات جو قرآن کریم میں بیان ہوئی ہیں اور جو کم و بیش سو کے قریب ہیں ان کے علاوہ بھی فرمایا ہے لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ گویا اللہ تعالیٰ تمام اچھی صفات سے متّصف ہے چنانچہ ہر سوچنے والے آدمی کے ذہن میں یہ بات آ سکتی ہے کہ ہماری دُنیا سے باہر کوئی ایسی دُنیا بھی ہو جہاں ہماری دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات جلوہ گر ہو رہی ہیں ان کے علاوہ یا ان کے سوا کوئی اَور صفات بھی ظاہر ہو رہی ہوں تو یہ ممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اُن کے جلوے غیر محدود ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے غیر محدود جلوے ظاہر ہوتے ہیں یہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے فرمایا ہے

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خدا تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر نیا جلوہ پہلے سے مختلف ہوتا ہے اور اس کا ثبوت یہ پنڈال دے رہا ہے جہاں اِس وقت سات آٹھ ہزار آدمی بیٹھے ہوئے ہیں لیکن ایک دوسرے کی شکلیں مختلف ہیں حالانکہ ایک خدا نے سب کو پیدا کیا ہے جب سے آدم پیدا ہوئے اُس وقت سے اب تک بے شمار انسان پیدا ہوئے لیکن کوئی دو آدمی اپنی شکل میں ایک جیسے نہیں۔ (ٹویوٹا کاریں بنانے والے بعض دفعہ ایک ہی ماڈل کی ہزاروں لاکھوں کاریں بنا دیتے ہیں۔ ایک ہی مشین میں سے اس کی باڈی نکالتے ہیں اِس لئے شکل بالکل ایک جیسی ہوتی ہے چنانچہ اس کی MONOTONY (یکسانیت) کو توڑنے کے لئے اُن کے رنگ مختلف کر دیتے ہیں لیکن خدا ایسا نہیں) خدا تعالیٰ کے کام عجیب شان اپنے اندر رکھتے ہیں اُس کی صفت کا ہر جلوہ

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

کا منظر ہوتا ہے۔

مَیں نے شاید پہلے بھی بتایا تھا اب پھر بتا دیتا ہوں۔ ہمارا ایک بڑا ذہین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچہ تھا اُس کو مَیں نے یہی مسئلہ سمجھایا اور بتایا کہ قرآن کریم کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کا ہر جلوہ ایک نئی شان کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے۔ وہ

اٹیم کے بارہ میں مزید ریسرچ

کرنے کے لئے حکومتِ مغربی جرمنی کے وظیفے پر جرمنی گیا تو وہاں اُس نے اپنے پروفیسروں سے کہا کہ وہ اِس موضوع پر ریسرچ کرنا چاہتا ہے کہ تابکاری کا اثر گیہوں پر اَور قسم کا ہے، مکّی پر اَور قسم کا ہے اور چاول پر اَور قسم کا۔ اُس کے پروفیسر اُسے کہنے لگے کیا تم پاگل ہو گئے ہو؟ ہمارے دماغ میں تو کبھی یہ بات نہیں آئی تمہارے دماغ میں کیسے آ گئی۔ اُس نے بعد میں مجھے بتایا کہ آپ نے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ کے بارہ میں بتایا تھا اس کے مطابق مَیں نے اپنے پروفیسروں سے باتیں کیں۔ بڑی مشکل سے اِس موضوع پر ریسرچ کرنے کے لئے اجازت ملی اور جب ریسرچ کی تو یہی نتیجہ نکلا کہ اٹامک انرجی کا اثر گیہوں پر اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور مکّی پہ اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے اور چاول پر اَور رنگ میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اُس کی اِس ریسرچ پر اُس کے جرمن پروفیسر بڑے حیران ہوئے۔ یہ تو قرآن کریم کی تعلیم کی برکت تھی مَیں تو ایک واسطہ بن گیا قرآن کریم کی تعلیم سکھانے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے۔

غرض اللہ وہ کامل صفتوں کا مالک خدا ہے جس پر ہم احمدی ایمان لاتے ہیں، اور کوئی چیز اُس کے سامنے اَن ہونی نہیں۔ ایک دفعہ مجھے

ایک دوست کا دعا کے لئے خط

ملا جس میں اُس نے اپنے حالات کچھ اِس طرح بیان کئے ہوئے تھے کہ بظاہر یہ توقع نہیں کی جا سکتی تھی کہ اُس کا کام ہو جائے گا لیکن اُس نے لکھا کہ دعا سے دل تسلّی پکڑتا ہے اِس لئے مَیں دعا کے لئے آپ کو لکھ رہا ہوں۔ مَیں نے اُس کا خط پڑھا اور قریب تھا کہ مَیں یہ لکھ دیتا کہ پھر خدا کی رضا پر راضی رہو اُس وقت خدا تعالےٰ نے اپنے پیار سے مجھے جھنجھوڑا اور مجھے یہ کہا کیا تم احمدیوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہو کہ انسان کی زندگی میں کوئی ایسا موقع بھی آتا ہے جب خدا تعالیٰ بھی اُس کی مدد نہیں کر سکتا چنانچہ مَیں کانپ اُٹھا کہ یہ مَیں کیا غلطی کرنے لگا تھا اور مَیں نے اپنے ہاتھ سے لکھا خدا تعالیٰ سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ چنانچہ جس بات کی ہزار میں سے ایک، کی بھی امّید نہ تھی دس پندرہ دن کے بعد اُس کا خط آیا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرا کام ہو گیا ہے۔

۷۴ء میں جماعتِ احمدیہ نے بڑی تکلیف کے دن گزارے۔

ساری جماعت کا درد

مجھے بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔ جماعت میں سے جس دوست کو بھی تکلیف پہنچتی ہے وہ تو اس کے لئے بڑے دُکھ درد کا موجب ہوتی ہی ہے لیکن مَیں بھی اپنی جگہ بڑی پریشانی میں وقت گزارتا ہوں چنانچہ ۷۴ء میں بھی بڑی پریشانی رہی۔ بڑی دعائیں کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُس وقت جو جو باتیں بتائی تھیں اُن پر ابھی اڑھائی تین سال نہیں گزرے تھے کہ وہ باتیں پوری ہو گئیں، الحمد لِلّٰہ علیٰ ذالک۔

اسلام نے ہمیں یہ تعلیم بھی دی ہے کہ خدا تعالیٰ وہ ہستی ہے جس نے ہمیں وہ تمام صلاحیّتیں اور استعدادیں دے دی ہیں جن کو ہم صحیح طریق پر استعمال میں لا کر خدا کا قُرب اور اُس کا پیار حاصل کر سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ

(الجاثیہ: ۱۴)

یہ سارا عالمین جس کے کناروں تک انسان کی دُوربینیں بھی نہیں پہنچ سکتیں اس میں ہر چیز کو انسان کی خدمت پر لگا دیا ہے تاکہ وہ اپنی خداداد صلاحیّتوں سے کما حقّہٗ فائدہ اُٹھاتے ہوئے خدا کی رضا کو حاصل کرے اور اُس کا مقرّب بندہ بن سکے۔

پس خدا تعالیٰ بڑا احسان کرنے والا ہے وہ ہمارا بڑا پیارا ربّ ہے اُس کا پیار حاصل کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی

ذات وصفات کی معرفت

ضروری ہے اس کے بغیر انسان کے دل میں خدا تعالیٰ کا پیار پیدا نہیں ہوتا غرض الٰہی صفات کی معرفت کے ساتھ وابستہ ہے اُس کی محبّت اور یہ خوف کہ خدا اِتنی عظیم ہستی ہے جس نے اپنے پیار کو ہم پر ظاہر فرمایا وہ کہیں ہم سے ناراض نہ ہو جائے۔ جب انسان کے اندر یہ احساس اور محبّت پیدا ہو جاتی ہے تو پھر یہ محبّتِ ذاتی بن جاتی ہے۔ محبّتِ ذاتی شروع ہوتی ہے اِس بات کے احساس سے کہ خدا تعالیٰ بہت احسان کرتا ہے اور انتہاء ہوتی ہے اس معرفت پر کہ خدا تعالیٰ حُسن و احسان میں یکتا ہے۔ خدا کی محبّت میں انسان ہر دوسری چیز کو بھول جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا اپنا وجود بھی گُم ہو جاتا ہے بالفاظِ دیگر انسان خدا تعالیٰ کی محبّت میں فنا ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبّتِ ذاتی کیا ہے؟ اس کے متعلق مَیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کا ایک اِقتباس

پڑھتا ہوں۔ اسلام اور قرآن کریم کی جو شریعت ہمیں ملی ہے اس پر عمل کرنے کے نتیجہ میں ہمیں کیا کچھ ملتا ہے؟ اِس ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"ازانجملہ ایک مقام محبّتِ ذاتی کا ہے جس پر قرآن شریف کے کامل متّبعین کو قائم کیا جاتا ہے اور اُن کے رگ و ریشہ میں اس قدر محبّتِ الٰہیہ تاثیر کر جاتی ہے کہ اُن کے وجود کی حقیقت بلکہ اُن کی جان کی جان ہو جاتی ہے اور محبوبِ حقیقی سے ایک عجیب طرح کا پیار اُن کے دلوں میں جوش مارتا ہے اور ایک خارقِ عادت اُنس اور شوق اُن کے قلوبِ صافیہ پر مستولی ہو جاتا ہے کہ جو غیر سے بکلّی منقطع ... کر دیتا ہے اور آتشِ عشقِ الٰہی ایسی افروختہ ہوتی ہے کہ جو ہم صُحبت لوگوں کو اوقاتِ خاصہ میں بدیہی طور پر مشہود اور محسوس ہوتی ہے بلکہ اگر محبّانِ صادق اس جوشِ محبّت کو کسی حیلہ اور تدبیر سے پوشیدہ رکھنا بھی چاہیں تو یہ اُن کے لئے غیر ممکن ہو جاتا ہے جیسے عشّاقِ مجازی کے لئے بھی یہ بات غیر ممکن ہے کہ وہ اپنے محبوب کی محبّت کو جس کے دیکھنے کے لئے دن رات مرتے ہیں اپنے رفیقوں اور ہم صُحبتوں سے چُھپائے رکھیں بلکہ وہ عشق جو اُن کے کلام اور اُن کی صورت اور اُن کی آنکھ اور اُن کی وضع اور اُن کی فطرت میں گُھس گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اُن کے بال بال سے مترشح ہو رہا ہے وہ اُن کے چُھپانے سے ہرگز چھپ ہی نہیں سکتا اور ہزار چھپائیں کوئی نہ کوئی نشان اُس کا نمودار ہو جاتا ہے اور سب سے بزرگ تر اُن کے صدق قدم کا نشان یہ ہے کہ وہ اپنے محبوبِ حقیقی کو ہر یک چیز پر اختیار کر لیتے ہیں اور اگر آلام اس کی طرف سے پہنچیں تو محبّتِ ذاتی کے غلبہ سے برنگِ انعام اُن کو مشاہدہ کرتے ہیں اور عذاب کو شربتِ عذب کی طرح سمجھتے ہیں۔ کسی تلوار کی تیز دھار اُن میں اور اُن کے محبوب میں جُدائی نہیں ڈال سکتی اور کوئی بلیّہ عظمیٰ اُن کو اپنے اس پیارے کی یادداشت سے روک نہیں سکتی۔ اُسی کو اپنی جان سمجھتے ہیں اور اُسی کی محبّت میں لذّات پاتے اور اُسی کی ہستی کو ہستی خیال کرتے ہیں اور اُسی کے ذکر کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیتے ہیں۔ اگر چاہتے ہیں تو اُسی کو اگر آرام پاتے ہیں تو اُسی سے۔ تمام عالم میں اُسی کو رکھتے ہیں اور اُسی کے ہو رہتے ہیں۔ اُسی کے لئے جیتے ہیں اُسی کے لئے مرتے ہیں۔ عالم میں رہ کر پھر بے عالم ہیں اور باخود ہو کر پھر بے خود ہیں۔ نہ عزّت سے کام رکھتے ہیں نہ نام سے نہ اپنی جان سے نہ اپنے آرام سے بلکہ سب کچھ ایک کے لئے کھو بیٹھتے ہیں اور ایک کے پانے کے لئے سب کچھ دے ڈالتے ہیں۔ لایُدرک آتش سے جلتے جاتے ہیں اور کچھ بیان نہیں کر سکتے کہ کیوں جلتے ہیں اور تفہیم اور تفہّم سے صُمٌّ بُکمٌ ہوتے ہیں اور ہر یک مصیبت اور ہر یک رُسوائی کے سہنے کو تیار رہتے ہیں اور اُس سے لذّت پاتے ہیں۔"

(براہین احمدیہ صفحہ ۵۳۹، صفحہ ۵۴۰ حاشیہ در حاشیہ ۳
بحوالہ رُوحانی خزائن ۱ جلد اوّل)

ایک مسلمان جو

قرآنی تعلیم پر عمل

کرتا ہے اور اس کو سمجھ کر اور اللہ تعالیٰ کی محبّت میں فنا ہو کر الٰہی محبّت حاصل کرتا ہے اس کے دل میں اس حد تک اللہ تعالیٰ کی ذاتی محبّت پیدا ہوتی ہے جس کا اِس حوالہ میں ذکر کیا گیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے اپنی ایک یہ صفت اور عادت بھی بیان فرمائی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندے سے پیار کرتا ہے تو اُس پیار کا اظہار بھی کرتا ہے۔ اِس لئے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم کی سمجھ عطا فرمائی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات کو سمجھنے کی توفیق بخشی ہے اس سے ہم اِس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے پیار کی آواز اور اس کا اظہار جو مختلف طریقوں سے ہوتا ہے اس کا دروازہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قوّتِ قدسیہ

کے نتیجہ میں قیامت تک کھلا ہے یہ ہمارا ایمان ہے۔ مَیں اپنے ایمان کے متعلق باتیں کر رہا ہوں۔ یہ احمدیوں کا ایمان ہے کہ یہ دروازہ کبھی بند نہیں ہو سکتا اِسی لئے مَیں نے کئی جگہ احمدیوں سے پوچھا کہ بتاؤ تم نے سچّی خوابیں دیکھیں تو مجھے کوئی ایسا احمدی نہیں ملا یا احمدیوں کا کوئی ایسا گھرانہ نہیں پایا جس نے کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کی محبّت کو حاصل نہ کیا ہو اور اُس کے پیار کا مشاہدہ نہ کیا ہو۔

پس یہ ہے ہمارا خدا جو اپنی ذات میں اکیلا ہے جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور کوئی اُس کا کفو نہیں۔ وہ حیّ ہے، وہ قیّوم ہے، نہ اُسے اُونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔ وہ بصیر ہے، وہ سمیع ہے، وہ علیم ہے، وہ خبیر ہے وہ قدّوس ہے، وہ عزیز ہے، وہ خالق ہے، وہ مالک ہے، وہ حاکم ہے اِس معنی میں کہ الحکم لِلّٰہ۔ اِس دُنیا میں حکم اُسی کا چلتا ہے۔

وہ متصرّف بالارادہ ہے

یہودیوں کے بعض فرقے کہتے ہیں خدا نے دُنیا کو پیدا کیا اور علیحدہ ہو کر بیٹھ گیا۔ وہ کہتے ہیں خدا ایک عظیم ہستی ہے اور انسان ایک عاجز بندہ، پھر اس کے ساتھ تعلق کیوں رکھے۔ ہمارا خدا ایسا خدا نہیں ہے۔ تعلق کیوں رکھے کا سوال تو شاید ٹھیک ہو سکتا ہے لیکن اُس نے جواب دیا اور کہا ہے کہ مَیں تعلق رکھتا ہوں۔ یہ اُس کی شان ہے۔ اِس لئے جیسا کہ یہودیوں کے بعض فرقے کہتے ہیں وہ IMPERSONAL GOD یعنی مخلوق سے لاتعلق خدا نہیں ہے بلکہ PERSONAL GOD یعنی مخلوق سے ذاتی تعلق رکھنے والا ہمارا خدا ہے۔ مثلاً جب مجھے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا کوئی ضرورت آپڑتی ہے تو ہم جانتے ہیں کہ ہمارے لئے صرف ایک ہی دَر کُھلا ہے اور وہ

ہمارے پیارے ربِّ کریم کا دَر

ہے۔ پس ہمیں کسی اَور کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ہر آن اُس خدا کے حضور جُھکتے ہیں جو بڑی شان کا مالک ہے، تمام صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے، ہر قسم کے عیوب اور کمزوریوں سے مبرّہ اور ہر قسم کے شرک سے منزّہ ہے۔ خدا بولتا ہے، دعاؤں کو سُنتا ہے اور جب پیار کرنے پر آتا ہے تو اپنے پیارے بندوں کے لئے ایک دُنیا کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے اے خدا یہ تو ٹھیک ہے کہ تُو نے یہ کہا ہے کہ جو تیرا ہو جائے ہر دو جہان اس کے ہو جاتے ہیں لیکن جہاں تک ہمارے دل کی کیفیّت کا سوال ہے وہ تو یہ ہے کہ جسے تُو مل جائے اُس نے ہر دو جہان کو لے کر کیا کرنا ہے جب تیرا پیار مِل گیا تو گویا سب کچھ مِل گیا۔

پس

ہمارا پہلا بُنیادی عقیدہ

یہ ہے کہ ہم خدائے واحد و یگانہ کے پرستار ہیں ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ ہم اس کے عبد ہیں اور عبودیّت کے تقاضے پُورے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عبودیّت کا ایک تقاضا یہ ہے کہ قرآن کریم نے ہمیں کہا ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کریں اور چونکہ یہ ایک ایسا فقرہ تھا جسے سمجھنا مشکل تھا اِس لئے ہمیں یہ بتایا گیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہرِ اتم ہیں اور یہ

ہمارا دوسرا بُنیادی عقیدہ

ہے۔ ہم دل سے یقین کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کے نہایت ہی پیارے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ افضل الرسل ہیں۔ ہمارا اِس بات پر بھی پختہ یقین ہے کہ آپؐ کے متعلق یہ جو کہا گیا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ

یہ بالکل درست اور صحیح ہے کیونکہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود منصوبہ باری تعالیٰ میں نہ ہوتا تو اس کائنات کو کبھی پیدا نہ کیا جاتا۔ ہم اس بات پر بھی پختہ یقین رکھتے ہیں کہ آدم سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک جتنے انبیاء، صلحاء، اولیاء، قطب اور بزرگ گزرے ہیں سب نے آپؐ سے فیض لیا ہے لیکن آپؐ پر کسی کا احسان نہیں ہے۔ ہر ایک کا ہاتھ آپؐ کے سامنے بڑھا اور آپؐ نے اس ہاتھ پر کچھ رکھا لیکن آپؐ کا ہاتھ کسی کے سامنے نہیں بڑھا اور کسی اور سے کچھ وصول نہیں کیا۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

تخلیقِ کائنات کا اصل سبب

ہیں۔ علاوہ ازیں ایک حدیثِ نبویؐ ہے جو حدیث کی مشہور کتاب مسند احمد بن حنبل میں درج ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبل ایک فقہی مسلک کے بانی ہیں جسے حنبلی فقہ کہا جاتا ہے۔ آپ بڑے پایہ کے بزرگ ہیں۔ آپ نے اپنی مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اُس وقت خاتم الانبیاء تھا کہ ابھی آدم کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار یا کچھ زیادہ یا جتنے مرضی انبیاء کہہ لیں جو آدم کی نسل میں پیدا ہوئے وہ سارے کے سارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء کے مقام پر فائز ہونے کے بعد آئے۔ یہ نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے وقت خاتم الانبیاء بنائے گئے تھے اور آپؐ سے پہلے جو نبی تھے وہ تو گزر گئے اور اُن کا آپؐ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آدم سے پہلے اور ایک لاکھ بیس ہزار انبیاء سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے۔ یہ کوئی فلسفیانہ بحث نہیں ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔ یہ کوئی تھیوری نہیں ہے جو آئندہ کے لئے پیش کی جاتی ہے یا کوئی INVENTION (ایجاد) نہیں ہے کہ جس میں تبدیلی ممکن ہو۔ مثلاً موٹروں، ہوائی جہازوں، مشینوں اور دواؤں کے اندر ترمیم اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے یہ اس قسم کی کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ

ایک حقیقتِ کائنات

ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی وحدانیت بنیاد ہے اس کائنات کی اسی طرح یہ بھی آدم کے ساتھ تعلق رکھنے والی جو دنیا ہے اس کی بنیادی حقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپؐ کا خاتم الانبیاء ہونا ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل ہوا۔ یہ ایک کامل اور مکمل کتاب ہے۔ اس میں وہ تمام صداقتیں پائی جاتی ہیں جو پہلی شریعتوں کے اندر موجود ہیں تو کیا کوئی آدمی یہ سوچ بھی سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم کو پہلی شرائع کا محتاج بنایا ہے؟ یعنی کچھ تورات سے لے لیا اور کچھ لے لیا کسی اور شریعت سے۔ گویا جتنی شریعتیں آچکی ہیں ان میں سے تھوڑا تھوڑا لے کر قرآن کریم بنا لیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ ہی

فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

کے یہ معنے ہیں۔ چونکہ زمانہ کے لحاظ سے قرآن کریم کا نزول پیچھے ہوا اس لئے انسانی عقل پائیں کہوں گا سارے انسانوں کی عقل اس حقیقت تک نہیں پہنچتی تھی اس لئے کہا گیا

فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

خود قرآن کریم نے اس کے کچھ اور معنے کئے ہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ اس نے ماقبل شرائع سے لے کر اپنے اندر یہ صداقتیں نہیں رکھیں بلکہ اُن شرائع کے اندر قرآن کریم سے لے لے کر صداقتیں رکھی گئی تھیں چنانچہ اس حقیقت کی طرف سورۂ آل عمران کی ۲۴ ویں آیت اشارہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ

پھر اسی آیت میں آتا ہے کہ جب اُن کو اسی الکتاب کی طرف بُلایا جاتا ہے تو وہ اعراض کرتے ہیں۔ یہودیوں کی اپنی کتاب یعنی موسوی شریعت میں

قرآن کریم کی صداقتوں کا ایک حصہ

رکھا گیا اور اس پر وہ فخر کرنے لگ گئے لیکن جس کامل کتاب کا وہ حصّہ تھا جب اس کی طرف اُن کو بُلایا جاتا ہے تو وہ اعراض کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تو بڑی نامعقول بات ہے کہ جو چھوٹا سا حصہ قرآن کریم کا تھا اُس پر وہ (یہود) ناز کرنے لگ گئے اور جب کامل اور مکمّل قرآن اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اس سے مُنہ پھیر لیا یہ کہتے ہوئے کہ اُنہیں اس کی ضرورت نہیں۔ اگر اس کامل کتاب کی انہیں ضرورت نہیں تو اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ کی رُو سے انہیں اس کا جو حصہ ملا اس کی بھی پھر انہیں ضرورت نہیں رہتی۔

پس اگرچہ عام انسانوں کو سمجھانے کے لئے قرآن کریم نے اس قسم کے محاورے استعمال کئے ہیں لیکن اصل حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے جو باتیں بیان کرنی چاہیئے تھیں وہ خود قرآن کریم کے اندر موجود ہیں۔ قرآن کریم اپنی تفسیر اور اپنی عظمت اور شان کے اظہار کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہے۔

وہ خود اپنی تفسیر کرتا ہے

اور اپنی عظمت اور شان کو ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق فرمایا:۔

فِیْھَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ

دوسری طرف فرمایا:۔

اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتٰبِ

یعنی اہل کتاب کی کتبِ مقدسہ میں قرآن کریم کا ہی ایک حصّہ موجود ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کی تشریح میں بہت مثالیں دی ہیں۔ ایک مثال آپ نے یہ دی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرآن کریم کی تعلیم کا یہ حصّہ دیا گیا:۔

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے وقت یہود کی حالت بڑی کمزور تھی۔ وہ بزدل ہو گئے تھے۔ اُن کی گردنیں جھکی رہتی تھیں اس لئے اُن کو اُبھارنے کا سوال تھا۔ چنانچہ اُن کو یہ حکم دیا کہ

جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا

تاہم یہ ایک عارضی نظام تھا مستقل نظام تو قرآنی شریعت نے بنی نوع انسان کو دیا ہے۔ پھر جب یہود کی حالت بدل گئی تو وہ بڑے AGGRESSIVE بن گئے یعنی ہر وقت آمادۂ پیکار بن کر دوسری انتہاء پر چلے گئے تو اُس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح علیہ السّلام کی بعثت

ہوئی۔ آپؑ نے قرآنی تعلیم کے دوسرے حصّے یعنی فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ پر زور دیا جس کا عملی نمونہ ایک گال پر تھپّڑ کھا کر دوسرا بھی آگے کر دینے کی صورت میں ظاہر ہوُا۔ گویا یہ تعلیم بھی بگڑ گئی اور عیسائیت دوسری انتہاء پر چلی گئی۔ ان دونوں کو ملا دیں تو وہ بہر حال قرآن کریم کی صداقت بن جاتی ہے۔

پس ہمارا یہ ایمان ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم آدم کی پیدائش سے بھی پہلے خاتم الانبیاء تھے اور ہمارا یہ ایمان ہے کہ تمام انبیاء اور صلحاء اور اولیاء اور بزرگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے تمام رُوحانی برکات آپؐ ہی کے طفیل حاصل کی ہیں۔ بالواسطہ حاصل کیں یعنی یہودیوں نے جو تورات پر ایمان لائے اور ان میں سے جس حصّے نے خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کیا وہ بواسطہ موسیٰ حاصل کیا لیکن قرآن کریم ہی کی تعلیم کے ایک حصّے سے برکت حاصل کی اور جو عیسائیت پر بعثتِ نبویؐ تک کا زمانہ گزرا اس میں خدا سے پیار کرنے والے بہت سے بزرگ پیدا ہوئے انہوں نے خدا کے پیار کو حاصل کیا

اس کی رحمتوں کا نزول

ہوُا جتنا بھی ہوُا وہ بہر حال قرآن کریم کے ایک حصّے کی برکت سے ہوُا گو یہ برکت بواسطہ مسیحؑ ملی لیکن دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملی۔ یہ ہے حقیقت ہمارے نزدیک ہمارے آدم کے سلسلۂ انبیاءؑ کی!۔

پس ہمارا پہلا ایمان ہے خدائے واحد و یگانہ پر جو صفاتِ حسنہ سے متّصف ہے، جس کے اسماء الحسنیٰ ہیں، جس میں کوئی بُرائی اور کمی اور نقص اور عیب نہیں پایا جاتا۔ وہ ازل سے ہے اور ابد تک ہے۔ اُس نے کائنات پیدا کی جو بہت ہی وسیع ہے جس میں خدا تعالیٰ کی عظیم شان نظر آتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے یہ اعلان کیا:۔

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ نِالْکَوَاکِبِ ۝ (الصّٰفّٰت: ۷)

بعض دفعہ کوئی آدمی شیطان کا چیلہ بن کر استکبار کرتا ہے لیکن اس کی حیثیت یہ ہے کہ وہ پہلے آسمان کے ستاروں کی کُنہ تک بھی نہیں پہنچ سکتا۔ اِس وقت تک بڑی SOPHISTICATED دُور بینیں ایجاد ہو چکی ہیں لیکن اُن کے ذریعے بھی انسان ستاروں کے کناروں کو معلوم نہیں کر سکا۔ اِس قسم کی

ریسرچ کرنے والوں کے نزدیک

ابھی تو انہوں نے کناروں کو صرف کریدا ہے۔ پنجابی میں اسے کہتے ہیں "تھوڑا سا چھوریا" ہے۔ قرآن کریم نے سات آسمانوں کا ذکر کیا ہے جن میں سے پہلے آسمان کے ستاروں کے متعلق انسانی معلومات کا یہ حال ہے کہ ابھی تو انسان نے اُسے صرف "پھوریا" ہے اور فخر کرنے لگ گیا ہے۔ ابھی تو اس کے پرے چھ اَور آسمان باقی ہیں۔ پھر ہم اُس خدا پر ایمان لاتے ہیں جو اپنے پیارے بندوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس کے پیارے بندے اُس کی راہ میں جان دینے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔

اسی طرح ہم اِس بات پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا کے مُحسنِ اعظم ہیں۔ آپؐ انسانیّت کے مُحسن ہیں اِس لئے کہ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے آپؐ نے آدمؑ پر بھی احسان کیا۔ قرآن کریم کی شریعت میں سے

تمدّن کا ایک حصّہ اُن کو دیا گیا۔ پھر اِس سلسلہ میں حضرت نوح علیہ السلام آ گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آ گئے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ایک لاکھ بیس یا چوبیس ہزار انبیاء گزرے ہیں اور ان میں پتہ نہیں کتنے نبی ایسے بھی تھے جن پر شریعتیں نازل ہوئیں مگر ان میں سے اکثر شریعتوں کو خدا کی حکمتِ کاملہ کے ماتحت یاد رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی کیونکہ جس انسانِ کامل کے لئے خدا نے دُنیا پیدا کی تھی وہ مبعوث ہو گیا۔ قرآن کریم انسان کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ یہ بڑی عجیب کتاب ہے علوم سے بھری ہوئی اور برکات سے معمور

غرض ہمارا یہ

ایمان اور پُختہ عقیدہ

ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ہیں۔ آپؐ سب سے بڑے رسول ہیں۔ خدا تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا پیار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ہے اُتنا پیار کسی اور نبی اور انسان سے نہیں کیا۔ آپؐ فخرِ رُسل ہیں۔ آدمؑ سے لے کر سب انبیاءؑ کے بھی آپؐ مُحسن ہیں۔ آپؐ کا وجود آدمؑ سے لے کر قیامت تک کے ہر انسان کے لئے مجسّم احسان ہے۔ آج یورپ بھی آپؐ کے حُسن و احسان کا محتاج ہے۔ اہلِ یورپ کے دِل میں آہستہ آہستہ یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فیض سے مُستفیض ہو کر لوگ آئیں اور اُن کے مسائل حل کریں اور انشاء اللہ العزیز احباب جماعت وہاں جائیں گے اپنی رُوحانی قوّتوں کے ساتھ اور اُن کے مسائل کو بھی حل کریں گے۔

پس ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عظمتِ شان پر پختہ ایمان رکھتے ہیں اور ہم دِل سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ

اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

یہ ایک

صداقت اور حقیقت

ہے کہ جس نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہو اُسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اِتّباع کرنی پڑے گی۔ آپؐ کو چھوڑ کر کوئی بلند رُوحانی رُتبہ تو کیا کوئی شخص خدا کا عام پیار بھی حاصل نہیں کر سکتا۔ آپؐ خدا تعالیٰ کے اتنے پیارے اور محبوب ہیں کہ آپؐ کے مقابلے پر کھڑے ہونے کی کوئی جرأت نہیں کر سکتا سوائے شیطانِ لعین کے۔

پھر قرآن کریم پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں۔ اِس کی صداقت کے متعلق کچھ باتیں مَیں نے بیان کر دی ہیں۔ یہ مضمون بہت وسیع ہے مَیں نے اِسے مختصر کرنے کی کوشش کی ہے۔ قرآن کریم اِتنی عظیم کتاب ہے کہ اِس میں اِنسان کی تمام ضروریات کا حل موجود ہے علمی لحاظ سے بھی اور عمل کر کے فائدہ اُٹھانے کے لحاظ سے بھی۔ قرآن کریم کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا جو فیضان جاری کیا ہے اسکے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لیتا ہے۔ پھر دُنیوی لحاظ سے مَیں نے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے دُنیا کے چوٹی کے دانشوروں میں سے بعض کے ساتھ باتیں کی ہیں اور ہر ایک کو اِس بات کا قائل کیا ہے کہ تمہارے علم کے متعلق بھی قرآن کریم ہمیں بُنیادی حقیقت بتاتا ہے جسے بعض دفعہ تم خود بھول جاتے ہو۔ مثلاً

کیمسٹری (کیمیا) کا علم

ہے۔ مَیں اِس مضمون کا گریجوایٹ نہیں۔ نہ مَیں نے سکول میں کیمسٹری پڑھی ہے اور نہ کالج میں لیکن ابھی پچھلے دنوں ایک احمدی طالب علم سے میری ملاقات ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو کیمسٹری میں پی ایچ۔ڈی کر رہا ہے اُس کو مَیں نے کیمیا کے متعلق بتانا شروع کیا اور جب یہ کہا کہ مَیں نے کیمیا کے متعلق قرآن کریم سے سیکھا ہے تو وہ حیران ہو کر میرا منہ دیکھنے لگا کیونکہ وہ حقیقت جو مختلف علوم کے اساتذہ کو معلوم نہیں وہ قرآن کریم ہمیں سکھاتا ہے جو اِس بات کی دلیل ہے کہ قرآن کریم بڑی عظیم کتاب ہے اور بڑی برکتوں والی کتاب ہے۔ احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ اِس پر غور کیا کریں اور دعائیں کیا کریں کیونکہ جب خدا تعالیٰ ہمیں دُنیا کا ہادی بنانا چاہتا ہے تو ہمارے لئے یہ از بس ضروری ہے کہ ہم ہمیشہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں قرآن کریم کی ہدایت اور روشنی اور نُور بھی عطا فرمائے اِس کے بغیر تو جماعتِ احمدیہ دُنیا کو ہدایت نہیں دے سکتی۔

پس جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم ایک

کامل اور مکمّل کتاب

ہے۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کی کوئی آیت یا آیت کا کوئی ٹکڑا منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس کا کوئی لفظ منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اِس کے کسی لفظ کا کوئی حرف منسوخ نہیں ہو سکتا۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی زیر، زبر اور پیش بدلی نہیں جا سکتی اور قرآن کریم کی تعلیم میں کسی قسم کا تغیر اور تبدل نہیں کیا جا سکتا۔ بعض نادان لوگ یہ کہہ دیا کرتے ہیں چودہ سَو سال پہلے کی کتاب ہے آج کے مسائل کو کیسے حل کرے گی۔ خود میرے سامنے ہر قسم کے لوگ بات کرتے ہیں چودہ سَو سال پہلے نازل ہونے والی کتاب آج کے زمانہ کے مسائل کو بھلا کیسے حل کر سکتی ہے۔ مَیں ایسے لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ چودہ سَو سال پہلے جس خدا نے اس کتاب کو نازل کیا تھا وہ آج کے مسائل بھی جانتا تھا اِس لئے یہ

آج کے مسائل

کو حل کر سکتی ہے۔ اور کیسے حل کرے گی یہ تو ایک فلسفہ ہے۔ رہی حقیقت تو تم کوئی مسئلہ پیش کرو مَیں اُسے قرآن کریم سے حل کر کے بتا دیتا ہوں کیونکہ اِسکے اندر علوم کے عظیم دریا بہہ رہے ہیں۔

پس یہ ہمارا ایمان ہے کہ قرآن کریم بڑی عظمتوں والی کتاب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں سات سَو کے قریب احکام پائے جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک تمہارے ساتھ بحث کرے گا مرنے کے بعد کہ تم نے مجھ پر عمل کیا تھا یا نہیں۔ گویا ہم سارے قرآن کریم پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں کہتے کہ جی شراب تو گرم ملکوں کے لئے حرام ہوئی تھی ہم ٹھنڈے ملکوں کے رہنے والے پی لیا کریں گے۔ وہ خدا جس نے زمین کو پیدا کیا ہے کیا وہ ٹھنڈے اور گرم علاقوں سے واقفیت نہیں رکھتا تھا؟ یہ تم اُسے آج بتا رہے ہو۔ غرض قرآن کریم کا ہر حکم قابلِ عمل ہے اِس لئے مَیں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ واپس جا کر اپنی بیویوں کو بھی سمجھاؤ کہ وہ پردہ کیا کریں قرآن کریم نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں بہرحال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیونکہ

ہماری جماعت کا یہ موقف ہے

کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اِسی پر دُنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے۔ اِسی میں دُنیا کی بھلائی کا راز مضمر ہے اور اسی پر ہماری ترقی اور خدا تعالیٰ کے پیار کے حصول کا دارومدار ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے شروع زمانہ میں آپؐ کے ماننے والوں کو بڑا دُکھ دیا گیا۔ اِس دُکھ اور درد کی ایک لمبی داستان ہے اُس کو تو مَیں اِس وقت دُہرا نہیں سکتا مَیں صرف ایک مثال لیتا ہوں اور وہ اُس شخص کے بارہ میں ہے جو عربی النسل نہیں تھا ہماری طرح ایک عجمی تھا اور وہ تھا مکّہ کے ایک رئیس اُمیّہ کا غلام ــ بلال رضی اللہ عنہ۔ اللہ تعالیٰ نے اِس حبشی کے دل میں اپنا نُور بھر دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار پیدا کر دیا تھا چنانچہ آپؐ کی صحبت میں اُسے خدا تعالیٰ سے اِس قدر محبّت اور پیار پیدا ہو گیا تھا کہ غلامی کی حالت میں اُس کا مالک اُسے مکّہ کے تپتے ہوئے صحرا میں لے جاتا پتھریلی زمین پر ننگا کر کے لٹا دیتا اور تپتے ہوئے پتّھر اس کے سینے پر رکھتا اور اُس سے کہتا خدائے واحد و یگانہ کی پرستش چھوڑ کر لات و عزّیٰ کی پرستش کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرو، آپؐ کا انکار کرو تو اُسکے حلق سے اس حالت میں بھی جو آواز نکلتی تھی وہ یہ تھی "احد" "احد" خدا واحد و یگانہ ہے خدا واحد و یگانہ ہے۔ ہر احمدی میں یہی رُوحِ بلالی پیدا ہونی چاہیئے۔ اگر

دُنیا کی ساری طاقتیں

ہمارے حقوق کو غصب کر کے (یہ بھی ننگا کر دینے کے مترادف ہے) اور انسانی اقدار کو پسِ پُشت ڈال کر اپنے غضب کی تپتی ہوئی ریت پر ہمیں لٹا کر اور تعصّب کے سارے پہاڑ ہمارے سینوں پر رکھ دیں اور کہیں کہ خدائے واحد و یگانہ کا انکار کرو اور محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کفر کرو تو ہماری رُوح کی آواز یہی ہو گی۔ احد۔ احد، اللہ اکبر، خاتم الانبیاء زندہ باد۔ پس دُنیا کی کوئی طاقت ہم سے ہمارا ایمان نہیں چھین سکتی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ میرا یہ پیغام لے کر آپ یہاں سے واپس جائیں اور

ہر ایک احمدی کو یہ بتائیں

کہ وہ اپنے اندر رُوحِ بلالی پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔

اب مَیں دعا کے ساتھ خدام الاحمدیہ کے اجتماع کا اختتام کروں گا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا مقام پہچاننے کی توفیق عطا کرے اور خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جو ہمارا پختہ ایمان ہے اس پر وفا کے ساتھ ثباتِ قدم عطا کرے اور پختہ عزم بخشے اور ہمارا تعلقِ محبّت جو اپنے ربّ سے ہے اس کو مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جائے اور خدا تعالیٰ کے پیار کو ہم سب حاصل کرنیوالے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مستانہ وار اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ آپ کے تعلق داروں، ہمسایوں اور علاقے پر بھی فضل نازل فرمائے اور اِس دُنیا کو انسان کے ہاتھ کے پیدا کردہ شر سے محفوظ رکھے اور وہ ہدایت جو قرآنی تعلیم کی شکل میں بنی نوع انسان کی طرف آئی لوگ اُسے سمجھنے لگیں اور انہیں خدا تعالےٰ کی توحیدِ حقیقی کے سمجھنے اور

محمّد رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے

جمع ہو جانے کی توفیق عطا ہو۔ اللّٰھُمّ امین۔ آؤ اب ہم دعا کرتے ہیں۔